سلطان یوسف شاہ چک

کشمیر کا
صاحبِ کمال
شاعر بادشاہ

محمد یوسف ٹینگ

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 17930
26/2/81
Acc 1702

بسوک (بہار) ۱۹ جنوری سنہ ۱۹[illegible]

جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز

923.1546
ی ۲۴ ث

● ۱۰ جنوری ۱۹۸۰ء کو جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ جناب شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں ایک خاص وفد بسوک (بہار) جا رہا ہے جہاں کشمیر کے آخری مقامی تاجدار سلطان یوسف شاہ چک کو خراج عقیدت ادا کیا جائیگا۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ مزار یوسف شاہ پر ایک یادگاری لوح کی تنصیب فرمائیں گے اور کشمیری فنکار صوفیانہ موسیقی پر مبنی ایک خاص پروگرام پیش کریں گے ●

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 17930
26/2/81

کشمیر کے آخری خود مختار مقامی بادشاہ سلطان یوسف شاہ چک ۱۵۸۰ء میں تخت نشین ہوئے جبکہ اُن کی عمر صرف پینتیس سال کی تھی۔ یہ بڑا نازک زمانہ تھا اور کشمیر کے مطلع پر جنگ و جدل کی گھنگھور گھٹائیں منڈلا رہی تھیں۔ آگرہ میں مغل شہنشاہ اکبر نے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر لی تھی اور اُس کی شمشیر کی ٹھوکر سے بادشاہوں کے تاج کھلونوں کی طرح اُچھل رہے تھے۔ کشمیر پر ابتدا سے ہی اُس کی حریصانہ نظریں اُٹھ رہی تھیں۔ چنانچہ اُس کا پہلا حملہ ۱۵۳۰ء میں ہوا۔ جب مرزا قرہ بہادر کی قیادت میں ایک بھاری لشکر راجوری تک پہنچ گیا۔ لیکن کشمیری جانبازوں نے غازی خاں چک کی سربراہی میں جوابی حملہ کیا اور دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔ اِس کے ٹھیک چھپّن برس بعد مغلوں نے ۱۵۸۶ء میں راجہ بھگوان داس کی قیادت میں پھر کشمیر پر یلغار کی۔ لیکن کشمیریوں نے اوڑی کے نزدیک قرامست کے مقام پر اُن کو روک دیا۔ (اتفاق ملاحظہ ہو کہ یہی جگہ آج کنٹرول لائن پر ہند اور پاکستان کی فوجوں کو

ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے۔ یہ فروری کا مہینہ تھا۔ مغل فوج کے پے در پے حملوں اور موسم کی شدت کی وجہ سے اکبری فوج میں قحط پڑ گیا۔ جب بھگوان داس حالات کی نزاکت سمجھ گیا۔ تو اُس نے **یوسف شاہ** کے ساتھ باعزت سمجھوتہ کرنے کی پیشکش کی اور اُس کو شہنشاہ سے شناخت کی دعوت دی۔ یوسف شاہ اگرچہ کشمیر کی انفرادیت کا بڑا حامی تھا لیکن وہ مغلوں کی ابھرتی ہوئی طاقت کے پیش نظر سمجھ گیا تھا کہ جنگ و جدل سے اُن کو زیادہ دیر تک راستہ روکنا ممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے محبوب وطن کو خون ریزی اور غارت گری سے محفوظ و مامون رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے مشیروں کی صلاح کے خلاف اس جھانسے میں آگیا۔ اور اُس کو آگرہ میں قیدی بن جانا پڑا۔ کسی کشمیری شاعر نے مصرع تاریخ کہا ہے ؎

"ایں بود، گرفتار گو"

اسی سال ماہ اکتوبر میں مغل پیر پنچال کے راستے سے پھر حملہ آور ہوگئے۔ چنانچہ ۱۰ اکتوبر ۱۵۸۶ء کو فاتح مغل افواج سری نگر میں داخل ہوگئیں اور اس طرح سے کشمیر کی خودمختار سلطنت کا پرچم سرنگون ہوگیا۔

یہاں پر اُن شرائط کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جن کے تحت راجہ بھگوان داس نے یوسف شاہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ معاہدے کی رو سے طے پایا تھا کہ یوسف شاہ بدستور بادشاہ رہے گا۔ مگر ضرب اکبر کا رائج ہوگا۔ اور زعفران۔ شالبافی، ابریشم اور شکار کے محکمے مرکز کی تحویل میں دیے جائیں گے۔

یوسف شاہ کی تاریخی اور سیاسی اہمیت سے قطع نظر کشمیر کی تمدنی تاریخ میں اُس کا مقام نہایت ممتاز اور منفرد ہے۔ اور اُس کا فنی ذوق اور تہذیبی وقار اُس کو خاص طور سے جاذبِ توجہ بناتا ہے۔ وہ صرف ملکہ حبہ خاتون کا عاشق ہی نہ تھا۔ بلکہ خود بھی موسیقی رقص، خوشنویسی شاعری، لغت اور دوسرے علوم و فنون میں ماہرانہ دسترس رکھتا تھا اور اُس کو کشمیر کے خاص تمدن کے بانیوں میں شمار کیا جانا چاہیئے۔ اس سلسلے میں سب سے معتبر شہادت حضرت مخدوم حمزہؒ کے خلیفہ اول، علم و فضل اور تقویٰ کے پیکر اور امامِ اعظم ثانی حضرت بابا داؤد خاکیؒ کی ہے۔ بابا داؤد یوسف شاہ کے معاصر تھے [وفات ۱۵۸۵ء] اپنی تصنیف قصیدہ غسلیہ میں حضرتنائی یوسف شاہ کے تہذیبی اوصاف کا ذکر اِس طرح کرتے ہیں۔

عاملش گشتہ بفضلِ حق بتقسیمِ ازل
سیرت و صورت مزین با نکوئی و جمال
طالب علم و شریعت ہست و خوانا ئے کتب
از مسائل عالماں را مے کند اکثر سوال
بر لغت ہا واقف است و در ہنر ہا ذوفنون
حسنِ خطے نیز دارد ایں شہ فرخندہ فال
اہلِ حرفت دانشمنداں باشناسائی شعر
طبع موزوں نیز دارد ایں شہِ نیکو خصال
در زشی نیکو ہم از بہر گفتن موزوں نمود
با زبانِ ہند نیکو پیشِ ثنائے ذوالجلال

علم موسیقی رسانیدہ بجائے انتہا
ہر مقامے نیک داند چوں حسینی و غزال
بت شاہے نرم خوش شیریں زبان و بردبار
باز در فہم و فطانت بے نظیر و لا مثال

ملک حیدر چاڈورہ بھی یوسف شاہ کے ہم عصر مؤرخوں کا اعتراف دار رہا۔ یہ وہی ملک حیدر ہیں۔ جو شیر افگن کے قتل کے عینی شاہد تھے۔ اور جہانگیر نے مہر النساء کو شیر افگن سے چھین کر انہی کی امانت میں رکھا تھا جب تک کہ وہ نور جہاں نہیں بنی۔ ملک حیدر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ یوسف شاہ نے دربار اکبری میں خود تان سین کو ٹوکا اور اس کی فنی فروگذاشتوں کی نشاندہی کی۔ ملک حیدر رقم طراز ہے۔

یوسف شاہ نے عدل و احسان، رعایا پروری اور داد گستری میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پینے لگے۔ اس کے وقت میں بڑی ارزانی تھی اور کشمیر کا سکہ بلند اقبال تھا...... جب یوسف شاہ پادشاہ غازی جلال الدین اکبر کی خدمت میں چلا گیا۔ تو اکبر اس کے اوصاف کا شیفتہ ہو گیا۔ شہنشاہ وقتاً فوقتاً اسے اپنی خلوت میں بلاتا اور اس سے راز و نیاز میں مصروف رہتا۔ وہ شہنشاہ کی محفل ساز و سخن میں بھی حاضر رہتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب نادرہ روزگار میاں تان سین دولت راگ گا رہے تھے کہ اس کے الاپ میں لغزش ہوئی۔ یوسف شاہ نے فوراً تنبیہ کی اور تان سین نے سر تسلیم خم کر لیا۔

یوسف شاہ کو کشمیری لوک روایت میں ایک اور امر کی بناء پر امتیاز حاصل ہے۔

وہ ملکہ حبہ خاتون کا عاشق تھا۔ اِس معاملے پر روشنی ڈالتے ہوئے راجہ سکھ جیون کا درباری شاعر عبدالوہاب شائق (وسط اٹھارویں صدی) یوں رقم طراز ہے

چو یوسف شاہ آمدہ سر تختِ جاہ
بگردوں کلاہش رسیدہ چو ماہ
بنام یوسف و نیز یوسف جمال
نمودی بہ عیش و طرب اشتغال
بتوحید و تحقیق بودش سرے
بداد و سخاوت نکو مظہرے
رواں بود طبعش بہ شعر و سخن
ہمی سفت در نظم دُرِّ عدن
یکی مطربہ داشت آں نامدار
کہ مثلش نبودہ دریں روزگار
چو بودہ است خاتون حبہ بنام
یکی عارفہ بود صاحب مقام
سخن ہائے خوش داشت آں نغمہ سنج
بادشاہ میداد ہر روز گنج
کلامش بسوز و گداز آشنا
ہمی داد با مُردہ جان از نوا

Acc. 17930

سخن ہائے او پیش کشمیریاں
بود خوشتر از آں نگردد بیاں
بہ کشمیر ای ساقی خوش سیر
بود عیش یوسف شہی خوشتر
بدوران یوسف شہ ذوفنون
دریں ملک امن و امان شد فزون

کشمیر کی تاریخ کے ایک دیدہ ور مورخ پی' این' کے بامزئی نے اپنی کتاب "ہسٹری آف کشمیر" میں جس کا پیش لفظ جواہر لال نہرو نے لکھا ہے یوسف شاہ کے بارے میں یہ تاثرات ظاہر کیے ہیں۔

"وہ بڑا خوب رو اور وجیہہ شخص تھا۔ اُسے موسیقی پر کامل دسترس حاصل تھی۔ وہ فارسی شاعری کا رسیا تھا اور کشمیری شاعری کا شیدا۔ وہ شاعروں، عالموں اور موسیقاروں کا قدردان ہونے کے ساتھ خود بھی شاعر تھا۔ وہ رقص اور سنگیت کا شائستہ مذاق رکھتا تھا اور اُس نے اُن تمام تعزیری محصولات کو منسوخ کر دیا جو اُس کے پیش رو بادشاہوں نے غیر مسلموں پر عائد کیے تھے۔ وہ عہد سلاطین کے مہذب ترین بادشاہوں میں سے ایک تھا۔"

ایک اور کشمیر شناس مورخ ڈاکٹر محب الحسن اپنی کتاب "کشمیر۔ عہدِ سلاطین میں" میں یوسف شاہ کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

● کشمیر کی تاریخ جن رومانی شخصیات سے آشنا ہے۔ اُن میں یُوسف شاہ کا نام سرِ فہرست ہے۔ وہ اپنا اکثر وقت جنگلوں اور سبز مرغزاروں میں صرف کرتا تھا۔ حبّہ خاتون کے ساتھ عاشقہ رچاتے ہوئے اُس نے سب سے پہلے گلمرگ کی دلفریبیوں کا سراغ لگایا۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر، موسیقار اور پرستارِ فطرت تھا۔ اُس نے ہندی اور فارسی میں کچھ بیش بہا ابیات مُرتّب کئے۔ ہندوستان میں جلا وطنی کے دوران وہ اکبر کی محفل ہائے شعر و سخن کے علاوہ بزمِ موسیقی میں بھی شامل ہوتا تھا۔ جہاں میاں تان سین بھی حاضر رہتے تھے۔ ●

کیمبرج ہسٹری آف انڈیا" میں ونسنٹ سمتھ جیسے مؤرخ نے یوسف شاہ کے متعلق یوں خامہ فرسائی کی ہے۔

● جب مغل لشکر نے راجہ بھگوان داس کی سالاری میں کشمیر پر حملہ بول دیا تو یوسف شاہ نے مزاحمت کی۔ بھگوان داس جاڑے کی شدت سے گھبرا گیا اور اُس نے گفت و شنید

کے ذریعے معاملات سلجھانے کی کوشش کی۔ اُس کی یقین
دہانی پر یوسف شاہ ۸ اپریل ۱۵۸۶ء کو اکبر کے سامنے
پیش ہوا۔ لیکن اکبر نے بھگوان داس کے معاہدے کی توثیق
کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس نے یوسف شاہ کے ساتھ
وعدہ خلافی کرکے اُسے قیدی بنا لیا۔ راجہ بھگوان داس
عزت و وقار کے معاملات میں بڑا حساس تھا اور یہ حال
دیکھ کر اُس نے خودکشی کا اقدام کیا........ اکبر نے
یوسف شاہ کے ساتھ جو برتاؤ کیا اُس کی وجہ سے
اکبر کا دامن بُری طرح داغدار ہے۔

یوسف شاہ کو بعد میں بہار جلا وطن کر دیا گیا۔ جہاں بسوک اور بہیرہ کے گاؤں اُس کی جاگیر میں دیئے گئے۔ یوسف شاہ کو پانچ سو گھوڑوں کی سرداری کا منصب دیا گیا تھا۔ ۱۵۹۲ء میں جب مغل افواج نے اڑیسہ پر حملہ کیا تو یوسف شاہ ان کے ہمرکاب تھا۔ جگن ناتھ پوری میں وہ بیمار ہو گیا اور ایک ہفتے کی مختصر علالت کے بعد ۲۲ ستمبر ۱۵۹۲ء کو وہیں انتقال کر گیا۔ بعد میں اُس کی لاش بسوک لائی گئی۔ جہاں اُس کے لواحقین گزر اوقات کر رہے تھے۔ یہیں پر ۲۵ ستمبر ۱۵۹۲ء کو اُس کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ کسی شاعر نے تاریخ کہی۔ "یوسف شاہ مرد افسر یاد"۔ بعد میں اُس کے لواحقین بھی اسی قبرستان میں دفن ہوتے گئے۔ جن میں اُس کا بہادر بیٹا یعقوب شاہ بھی شامل تھا جس کا انتقال

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 17930

۱۵۹۲ء میں ہوا۔ قبروں کا طرز بالکل کشمیری ہے اور اُن کے سنگِ مزار بیگم کے مزارِ کلاں اور مزار سلاطین کے تعویذوں سے مشابہ ہیں۔ حالاں کہ سارے ہند اور پاکستان میں یہ خاص طرز کہیں اور رائج نہیں ہے۔

آج تین سو چوراسی برس کے بعد کشمیر اپنے اس شائستہ اور لاڈلے سپوت کو خراجِ عقیدت پیش کر رہا ہے۔ اپنے وطن کی خاکِ پاک سے دور ابدی استراحت میں محو اس صاحبِ جمال و صاحبِ کمال فرزند کو [illegible] کشمیریوں کو ہے ؎

نقشِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا
گر نہیں شمعِ سیاہ خانۂ لیلیٰ نہ سہی

اور دوسری طرف سے یوسف شاہ کی آواز صدیوں کے اندھیرے کو چیرتی ہوئی زوداسی کا یہ پُرکیف شعر سنا رہی ہے۔

لیلیٰ جمازہ سوئے مجنوں بخود نہ راند
زورِ کمندِ جذبۂ معجز نمائے اوست

(لیلیٰ نے اپنے ناقے کی باگ خود بخود مجنوں کی سمت میں نہیں موڑی — یہ تو در اصل خود مجنوں کے جذبۂ وفا کا اعجاز ہے)

LEGEND ON
YUSUF SHAH'S SILVER COIN